مفتی عبدالسلام چاٹگامی

اَلفقیہ المُحدِّث

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ کے بارے میں یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ وہ اپنے دور کے ایک بلند پایہ محدث اور علومِ ثیت، دیگر کمالات پر کچھ ایسی غالب آئی کہ ان کی فقہی بصیرت ومہارت پس منظر میں اوجھل ہوگئی، ورنہ وہ فقاہت میں بھی اپنی مثال آپ تھے اور انہوں نے علومِ فقہ کی جتنی خدمت کی ہے وہ اس دور میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہوگی۔

ان کی فقاہت کا قوام ''عناصر اربعہ'' سے تیار ہوا تھا۔

اولاً:... وہ فطری طور پر فقیہ النفس تھے۔

دوم:... انہوں نے مذاہبِ اربعہ کے اصول وفروع اور ہر مذہب کے فقہ وفتاویٰ کا مطالعہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے شروع کردیا تھا، ایک دن درسِ بخاری میں فرمایا:

''جب ہدایہ پڑھتا تھا تو فتح القدیر، البحر الرائق اور بدائع، ان تینوں کتابوں کا دو سبق کے قریب مطالعہ کرلیا کرتا تھا اور میرا مطالعہ ہمیشہ استاذ کے سبق سے آگے رہتا تھا، پھر مشکوٰۃ شریف کے سال بدایۃ المجتہد اور حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ کرتا تھا، اور ڈابھیل میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت نصیب ہوئی اور حضرت شاہ صاحب کے پاس مذاہبِ اربعہ کی کتابیں تھیں، چنانچہ میں کتاب الأم للشافعي، المغني فقه حنبلي اور المجموع شرح مهذب وغیرہ کا مطالعہ کرتا تھا، جس سے مجھے شوق پیدا ہوا اور میں نے مذاہبِ اربعہ کی اکثر کتبِ متداولہ کا مطالعہ کیا، الحمد للہ ثم الحمد للہ! یہ تمہارے اندر مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کے لئے سنا رہا ہوں۔''

سوم: حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے، بلکہ ہر اعتبار سے اپنے شیخ کا مثنیٰ تھے، اس لئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ومعارف آپ میں منعکس

ہو گئے تھے، یہی وجہ ہے کہ فقہ وحدیث میں انہیں اپنے معاصرین پر تفوق حاصل تھا۔ تفقہ اور افتاء کی شان سب سے ممتاز تھی، مذاہبِ متداولہ کے اصول وفروع میں رسوخ حاصل تھا اور وسعتِ مطالعہ اور فطری جوہر نے انہیں واقعۃً ''فقیه العصر'' بنادیا تھا اور یہ سب ان کے شیخ امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور فیضانِ نظر کا کرشمہ تھا۔

چہارم:... فراغت کے بعد ایک طویل مدت تک آپ کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میسر آئی اور ان دنوں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد تھا۔ فرماتے تھے کہ: میں نے جو کچھ لکھا ہوتا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''الجواب صحیح'' لکھ کر اس کی تصویب فرمادیتے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرے تحریر کردہ فتویٰ کی عبارت کے کسی لفظ پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہو یا تبدیلی کا مشورہ دیا ہو، البتہ ایک بار ایسا ہوا کہ ایک متنازعہ فیہ مسئلہ کا جواب لکھنے کا مجھے حکم فرمایا اور میں نے حضرت شاہ صاحب کے بارے میں ''الشیخ الحبر البحر مولانا محمد انور شاہ'' کے الفاظ لکھ دیئے۔ غصے میں فرمایا۔ ''قلم لاؤ''، قلم لے کر الشیخ الحبر البحر کے الفاظ قلم زد کر کے فرمایا:

''آپ کو صرف مولانا محمد انور شاہ لکھنے کی اجازت ہے۔''

حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ڈابھیل میں تدریس کے ساتھ فتویٰ نویسی کے فرائض بھی آپ کے سپرد تھے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ:

''میں نے بھی فتوے لکھے ہیں اور بڑی تحقیق سے...... ایک فتویٰ کے لئے کتبِ فتاویٰ کے مظان کی مراجعت کرتا تھا۔ بس ایک مرتبہ۔ الحمد للہ۔''

ان عناصر اربعہ کے بعد آپ کی فقہی بصیرت اور فقیہانہ مہارت کو جس چیز نے مزید جلا بخشی وہ سننِ ترمذی کی عظیم الشان شرح معارف السنن ہے، جس میں حدیثی مباحث کے ساتھ ساتھ مذاہبِ آئمہ کے فقہی مباحث، ان کے فروع وجزئیات، خصوصاً احناف کے شروح وفتاویٰ کی عبارت نقل کر کے ان میں تعارض وتطبیق اور تضعیف و ترجیح قائم کرتے ہیں، جس سے کتب فقہ وفتاویٰ کے ساتھ آپ کی خصوصی مناسبت اور فقہ میں آپ کی اجتہادی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے، اس لئے ''معارف السنن'' اگر حدیثی مباحث میں بلند پایہ شرح حدیث کی کتاب ہے تو دوسری طرف وہ مذاہبِ اربعہ کی فقہی روایات کا بہترین مجموعہ ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آیا:

غالباً ۱۳۹۵ھ کی ابتداء میں عرب کے کوئی شیخ الحدیث (ان کا اسم گرامی یاد نہیں) نیوٹاؤن تشریف لائے، حضرت بنوری رحمہ اللہ سے علمی گفتگو ہوئی، دورانِ گفتگو انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے شرح کے لئے جامع ترمذی کو کیوں منتخب کیا۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تو صحیح بخاری ہے، آپ اس کی شرح لکھتے۔ آپ نے فرمایا:

''اولاً:...صحیح بخاری کی عمدہ شرحیں: فتح الباری، عمدۃ القاری، قسطلانی وغیرہ موجود ہیں، جو اس کے حل کے لئے کافی ہیں۔

ثانیاً:...جامع ترمذی جس طرح حدیث کی کتاب ہے' اسی طرح فقہ کی کتاب بھی ہے اور ہم لوگ حدیث وفقہ دونوں کے خادم ہیں۔ انہوں نے پھر کہا کہ اگر یہی وجہ ترجیح ہے تو ابوداؤد میں فقہی احادیث زیادہ ہیں، آپ کو اس کی شرح لکھنی چاہئے تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ:

اولاً:...ترمذی، ابوداؤد سے افقہ ہے۔

ثانیا:...ان کی کتاب میں صحیح وحسن اور ضعیف احادیث کا ذکر کرنے کے علاوہ علل احادیث پر بھی بحث ہے۔

ثالثاً:...ترمذی نے فقہاء صحابہ وتابعین کے اختلاف کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

رابعاً:...ابواؤد کی ایسی شرحیں موجود ہیں کہ ایک محدث ان کو دیکھنے کے بعد مستغنی ہوسکتا ہے' خصوصاً مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی شرح بذل المجہود' مگر ترمذی کی کوئی ایسی شرح متداول نہیں، جو انسان کو دوسری شروح سے مستغنی کردے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ واقعۃً حدیث وفقہ کی گہرائیوں کے شناور تھے، اس لئے دارالعلوم دیوبند سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی علیحدگی کے بعد دارالعلوم دیوبند کے اکابرِ ثلثہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، محقق العصر مولانا شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب دامت برکاتہم کی نگاہِ انتخاب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی اور ان تینوں اکابر نے متفقہ طور پر آپ کو دارالعلوم دیوبند میں ''صدر مفتی'' کے عہدۂ جلیلہ کی پیشکش کی' مگر آپ اسے بعض وجوہ کی بناء پر قبول نہ فرماسکے۔ ان تینوں بزرگوں کی یہ متفقہ دعوت حضرت بنوری کی فقاہت پر اعلیٰ ترین شہادت ہے۔

آپ کی فقہی بصیرت پر آپ کے وہ مقالات بھی شاہد ہیں جو ماہنامہ ''بینات'' میں آپ نے فقہ کے اصولی مباحث اور مختلف مسائل پر سپرد قلم کئے ہیں۔ نیز وہ مقالات بھی جو اندرون وبیرون ملک، بین الاسلامی کانفرنسوں میں آپ نے پڑھے ہیں۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی تاسیس ۱۳۷۴ھ میں ہوئی۔ ابتداء میں آپ علوم عالیہ کی تدریس کے علاوہ فتاویٰ بھی لکھا کرتے تھے۔ ۱۳۷۶ھ میں حضرت الاستاذ مولانا مفتی ولی حسن تشریف لائے تو تدریس کے ساتھ وہ بھی فتاویٰ کے جوابات لکھتے' مگر ۱۳۸۱ھ سے دارالافتاء کا شعبہ مستقل کردیا اور حضرت مفتی ولی حسن مدظلہ کو اس کا صدر بنادیا۔

مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مآثر

فقہی بصیرت میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سامنے آجانے کے بعد مناسب ہوگا کہ آپ نے جو فقہی ورثہ چھوڑا ہے، کچھ مختصر سا جائزہ اس کا بھی پیش کردیا جائے۔

۱-معارف السنن شرح ترمذی کے فقہی مباحث‘ ماہنامہ بینات کے فقہی مقالات اور عالمی مؤتمرات میں پیش کئے گئے مقالات ومناقشات۔(۱)

۲-حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی گراں مایہ تألیف بغیۃ الاریب فی مسئلۃ القبلۃ والمحاریب جو ایک فقہی استفتاء کے جواب میں لکھی گئی۔

۳-مدرسہ عربیہ اسلامیہ کا دارالافتاء، جس سے ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ صادر ہوئے۔

۴-تخصص فی الفقہ کا اجراء۔حضرت محسوس فرماتے تھے کہ دن بدن لوگوں میں فقہی بصیرت کم ہوتی جارہی ہے‘ اس لئے ان کے فقہی ذوق نے ۱۳۸۸ھ سے مدرسہ میں ایک درجہ‘ فقہ میں تخصص کا کھلوایا‘ جس میں جید استعداد کے فارغ التحصیل حضرات کو داخلہ ملتا ہے اور ایک مقررہ نصاب کے مطابق دو سال میں فقہ وفتاویٰ، اصولِ فقہ اور تاریخِ فقہ کے ذخائر کا مطالعہ کرتے ہیں‘ ہر سہ ماہی پر ان کا امتحان ہوتا ہے‘ آخر میں کسی خاص فقہی موضوع پر مقالہ لکھتے ہیں۔اسی دوران انہیں فتویٰ نویسی کی بھی مشق کرائی جاتی ہے‘ اس درجہ کا اجراء حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان فقہی خدمت ہے۔اگر اس نہج پر دوسرے دینی مراکز میں بھی توجہ کی جائے تو دنیا بھر میں ماہرینِ فقہ کی قلت دور ہوسکتی ہے۔

۵-مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ فقہ حنفی کسی ایک فرد کی انفرادی آراء کا مجموعہ اور شخصِ واحد کے اجتہادی مسائل کا نام نہیں، بلکہ فقہاء ومحدثین کی ایک بڑی جماعت کے اجتماعی غور وفکر کا نتیجہ ہے‘ یہی وجہ ہے کہ اسے منجانب اللہ بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور قریباً ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک عدالتی قانون کی حیثیت سے امت کا اس پر عملدرآمد رہا۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ جدید مسائل میں پھر سے اجتماعی غور وفکر سے فیصلوں کی بنیاد ڈالی جائے اور اس مقصد کے لئے ایسے علماء کے بورڈ کی تشکیل کی جائے جو فقہ میں خصوصی بصیرت ومہارت رکھتے ہوں، جو دورِ حاضر کے عمرانی تقاضوں سے واقف ہوں اور جن کے علوم وتقویٰ اور فہم وبصیرت پر امت اعتماد کرسکے‘ تاکہ جدید مسائل میں علماء کے فتاویٰ میں اختلاف وانتشار نہ ہو‘ چنانچہ آپ نے ”مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ“ کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل کی، جس میں آپ کے علاوہ مندرجہ ذیل اسماء گرامی تھے:

۱....مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ۔ ۲:....مولانا مفتی محمود مدظلہ‘۔

۳:....مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی مدظلہ۔ ۴:....مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ‘۔

(۱)....ان مقالات کو مرتب کرکے شائع کیا جائے گا۔انشاء اللہ۔

اس مجلس کے متعدد اجلاس ہوئے، جن میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان: مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا محمد رفیع عثمانی کے علاوہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ اور دارالعلوم لانڈھی کے اکابر اساتذہ بھی شرکت کرتے۔ اس مجلس نے بہت سے اہم مسائل پر غور وفکر کیا اور متعدد مسائل پر فیصلے بھی قلمبند ہوئے۔ مگر افسوس! کہ ان اکابر کی مصروفیت کی بناء پر اس کام میں تسلسل نہیں رہ سکا، تاہم الحمد للہ! اس کی بنیاد پڑ چکی ہے، آئندہ اس پر عمارت اٹھانا بعد والوں کا کام ہے۔

۶- حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جدید موضوعات پر قرآن وسنت کی روشنی میں تصنیف وتالیف کے لئے ''ادارہ دعوت وتحقیق اسلامی'' کے نام سے ایک الگ ادارہ قائم فرمایا، اسے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مآثر میں شمار کرنا چاہئے، اس ادارہ میں چوٹی کے اہلِ علم اور اہلِ قلم حضرات تحقیقی کام کررہے ہیں۔

۷- حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی ورثہ کی فہرست نامکمل رہے گی، اگر اس میں ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کا ذکر نہ کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت رحمہ اللہ ''مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ'' کے ذریعہ جس کام کو کرنا چاہتے تھے ''اسلامی کونسل'' اس کی ایک شکل ہے۔ اگرچہ اس نوعیت کی کونسلیں قیامِ پاکستان سے اب تک بنتی بگڑتی رہی ہیں، مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ محسوس فرماتے تھے کہ شاید یہ کونسل اپنی پیشرو کونسلوں سے مختلف ہوگی، اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف اس کی رکنیت قبول فرمالی، بلکہ اس کا رخ صحیح کرنے اور اسے مؤثر بنانے پر اپنی جان ہی قربان کردی۔ اس لئے اگر اس کونسل نے کوئی صحیح کام کیا تو اس کے اجر میں انشاء اللہ سید بنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ضرور شریک ہوں گے اور اگر خدانخواستہ قانونِ الٰہی کے نفاذ میں یہ کونسل بھی ناکام رہتی ہے تو خدا حافظ۔ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے آخری ''بصائر وعبر'' میں اس اسلامی کونسل کے دائرۂ اختیار پر بحث کرتے ہوئے آخر میں کیا الہامی فقرہ لکھ گئے ہیں:

''اب الحمد للہ! کہ اسلامی کونسل ایک مستقل اور بااختیار ادارہ کی حیثیت سے جدید انتخاب کے ساتھ پھر وجود میں آئی ہے، اب قوم کو یہ دیکھنا ہے کہ وہ اسلام کے نفاذ میں کتنی فعال، کتنی سرگرم اور کتنی مخلص ثابت ہوتی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ایام میں وہ سب کام کرائے جو سالہا سال میں نہ ہوسکا۔''

فتاویٰ بنوری رحمۃ اللہ علیہ

اب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے چند فتاویٰ بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں، اختصار کے پیشِ نظر بعض جگہ سوالات کو مختصر کردیا گیا ہے۔

سوال: ازروئے شرع شریف حسبِ ذیل سوال کا جواب مرحمت فرمائیں کہ مسلم حکومت میں کسی

غیر مسلم کو حق نمائندگی حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب: مروجہ اسمبلی کا طریقہ اسلامی دورِ حکومت میں رائج نہ تھا' اسلام کے قوانین کے پیشِ نظر مسلمان حاکم یا قاضی کو صرف اسلامی قوانین کی تنفیذ کا حق ہے' نہ کہ تشریع کا۔ اسلامی حکومت کے اہلِ شوریٰ صرف مسلمان ہی ہو سکتے ہیں' موجودہ مجلس نیابی کی حیثیت ارباب حل وعقد کی مجلس شوریٰ کی ہے' ظاہر ہے غیر مسلم نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔

الجواب صحیح ولی حسن عفی عنہ

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

مدرسہ عربیہ اسلامیہ۔ نیوٹاؤن کراچی۔

سوال: ۱:... معراج کی رات مختصر تھی یا لمبی یا عام راتوں کی طرح تھی؟ جواب عربی میں لکھیں۔

۲:... استسقاء کی نماز دو رکعت ہیں یا چار؟ بعض کہتے ہیں چار، بعض کہتے ہیں دو۔ جو چار کہتے ہیں ان کا قول ہے کہ ہم صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

الجواب: ۱:- ليلة الاسراء او المعراج لم تكن طويلة وانما كانت مثل عامة الليالي في حق سائر الناس ثم في حقه صلى الله عليه وسلم' يحتمل انها طالت بطئ الزمان' او وقعت تلك الوقائع في اسرع وقت' وان يرى هناك امتدا دوتراخ' والكل محتمل' والعلم عندالله' ويقول امام العصر شيخنا محمد انور شاه الديوبندي في قصيدة له.

وابدى له طئ الزمان فعاقه رويداً عن الاحوال حتاه ماجرى

۲:- صلوة الاستسقاء ركعتان عند الكل لا خلاف فيه بين الائمة' وليس عند الصاحبين اربع' نعم: ان الاستسقاء لا يتوقف على الصلوة عند ابي حنيفة.

الجواب صحيح ولي حسن

كتبه محمد يوسف بنوري

سوال: ۱: کیا خطبہ جمعہ میں صدر پاکستان کا نام شامل کر کے پڑھا جا سکتا ہے؟

۲: کیا صدر پاکستان کو خلیفۃ المسلمین کہا جا سکتا ہے؟

۳: کیا خطبہ جمعہ میں پاکستان زندہ باد کہنا جائز ہے؟

۴: اگر امام صاحب خطبہ جمعہ غلط پڑھے تو خطبہ ونماز جمعہ کے متعلق کیا حکم ہوگا؟

۵: کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۱:... خطبہ جمعہ میں کسی مملکت کے سربراہ کا نام ضروری نہیں، البتہ اس کی اجازت ہے۔ اگر اسلامی مملکت ہو اور قوانین اسلامی پر چلنے والا ہو تو دعا کی گنجائش ہے۔

۲:... جب تک اسلامی محاکم شرعیہ قائم نہ ہوں، کسی ملک کے سربراہ کو خلیفۃ المسلمین یا امیر المومنین کہنا شرعاً درست نہیں۔

۳:... پاکستان کے لئے اس طرح دعا کرنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحیح اسلامی حکومت بنادے۔ صرف زندہ باد کہنا اسلامی دعا نہیں، نہ خطبہ میں اس کی حاجت ہے۔

۴:... اگر واقعی امام خطبہ غلط پڑھتے تو یہ خطبہ مکروہ ہے اور شرعی عبادت کا اہم حصہ مکروہ ہوگا۔ اگر نماز صحیح ادا کرتا ہے تو نماز میں اس وجہ سے کراہت نہ ہوگی کہ خطبہ غلط پڑھتا ہے۔ بہرحال امام کو ہدایت کی جائے کہ وہ خطبہ ونماز دونوں میں احتیاط کرے، نہ امام کو بے جا غلطی پر ضد کرنا چاہئے، نہ مقتدیوں کو زبردستی امام کو متہم کرنا چاہئے۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ولایجرمنکم شنآن قوم علی ان لاتعدلوا ۔مسلمانوں کا شعار ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

۳ رجب ۱۳۷۸ھ

سوال: علم غیب کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟

الجواب: اللہ تعالیٰ ہر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی غیب کا کچھ علم عطا فرماتا ہے۔ پیغمبر کہتے ہیں اس کو جس کو اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی باتوں سے جو اصلاح خلق اللہ کے لئے ضروری ہوں، دیتے ہیں۔ خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ چونکہ سب انبیاء میں افضل واکمل ہیں، اس لئے سب انبیاء کرام سے ان کو علم غیب زیادہ دیا گیا ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں وہ علم الاولین والآخرین ہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پورا علم غیب سب کا سب نبی کریم ﷺ کو مل گیا ہے، یہ عقیدہ جاہلوں کا ہے۔ علم، ارادہ، سمع، بصر وغیرہ وغیرہ صفات الٰہیہ جس درجہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں، اگر اسی درجہ میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ کسی بندہ کو حاصل ہیں تو یہ شرک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں بندہ کو شریک بنایا گیا۔ ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔'' قران کریم میں عالم الغیب والشہادۃ اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کی ہے اور صاف تصریح کی گئی ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا الاھو (انعام ۶۹) یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات قدوسی صفات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں۔ غیب کے کچھ علوم ملنے سے عالم الغیب نہیں بنتا۔ کلی وجزی ہر ہر چیز کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ناواقفوں کو سمجھنا چاہئے، اگر سمجھانے کے

بعد غلط عقیدہ پر اصرار کرے تو یہ گمراہی ہے، اسلام کا عقیدہ نہیں۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

۱۰ صفر ۱۳۸۰ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وتروں میں دعائے قنوت کی جگہ پر اکثر عوام میں ''قل ھو اللّٰہ احد'' پڑھنے کا دستور ہے، کیا یہ یا اور کوئی سورت، دعائے قنوت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ اس سے نماز میں خرابی تو نہ ہوگی؟ بینوا و توجروا۔

الجواب: ۔ باسمہ تعالیٰ۔

دعائے قنوت حنفیہ کے نزدیک وتر میں واجب ہے، کوئی بھی دعا پڑھے وجوب ادا ہو جائے گا۔ البتہ مختار یہ ہے کہ: اللھم انا نستعینک الخ یا اللھم اھدنا فیمن ھدیت الخ ہو۔ اگر دونوں کو جمع کیا جائے تو اور بھی اچھا ہے، اگر یہ نہ ہو تو کوئی دعا قرآن یا حدیث کی پڑھے، اگر وہ بھی یاد نہ ہو تو تین مرتبہ اللھم اغفرلی پڑھے۔ بہرحال فرض نماز کے قعدۂ اخیرہ میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں، وہ پڑھے، اس طرح وجوب ادا ہو جائے گا۔ قرآن کریم کی جو سورت دعا پر مشتمل نہ ہوگی، اگر وہ پڑھے تو اس سے حکم دعا ادا نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

کتبہ محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

۱۶ رمضان ۱۳۸۱ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک مسجد کے امام نے قسم کھائی کہ میں تنخواہ نہیں لوں گا۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ وہ امام محتاج ہے اور اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ کیا یہ جائز ہے کہ امام کفارہ یمین پر مامور ہو اور تنخواہ لے کر قسم کا کفارہ ادا کرے؟

الجواب: جب امام صاحب محتاج ہیں اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تو مشاہرہ لیا کریں اور یمین کا کفارہ تین روزے رکھ لے، اگر فقیر ہے۔ ورنہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلا دیں اور توبہ بھی کریں، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ فقط واللہ علم۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ۔

سوال: کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین اس میں کہ مسجد میں مؤذن کی اذان دینے کی جگہ پر اگر ٹیپ ریکارڈ سے اذان دی جائے یا اذان کے وقت ریکارڈ چھوڑا جائے تاکہ اذان نشر ہو۔ کیا یہ نماز کی اذان کے لئے کافی ہے۔ نفی و اثبات کو واضح فرمائیں؟

الجواب: اذان شرعی عبادت ہے، جب تک مکلّف شرعی طریقہ سے اذان نہ دے، یہ سنت ادا نہ

ہوگی۔ ریڈیو اور ٹیپ کی اذان کوئی عبادت نہیں ہے' اس لئے نماز کے لئے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کی اذان کافی نہیں ہے۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ۔

سوال: ا:...عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق عیسوی سنہ کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوا' اس صورت میں ہم مسلمانوں کے لئے اس کا اپنانا کہاں تک درست ہے؟

۲:...سال بھر کا کیلنڈر چھپوانا کیسا ہے؟

الجواب:

ا:...عیسائی سن میلادی ہے، وفات کا نہیں۔ مسلمانوں کے لئے اسے ضرورتاً لکھنا درست ہے، لیکن اس پر اکتفا نہ کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنی تحریرات و مراسلات میں صرف ہجری تاریخ ہو۔

۲:...کیلنڈر چھپوانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

سوال: مونچھوں کا منڈوانا افضل ہے یا کٹوانا۔ نیز کیا باریک مشین پھرانا، کٹوانے میں شامل ہے یا نہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابیوں کا معمول کیا تھا؟

الجواب: حنفی مذہب میں باریک قینچی یا مشین سے کٹوانا مسنون ہے' منڈوانا بہتر نہیں، لیکن ناجائز بھی نہیں ہے۔ صرف امام طحاوی کے نزدیک بہتر اور مستحب ہے۔ مسنون قص وقصر، جز، نہک، مقصد وہی ہے جو اوپر تحریر ہوا۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شریعت کی رو سے کعبہ کا رخ مغرب کی جانب ہوتا ہے، یا کچھ ہٹ کر جنوب کی سمت ہوتا ہے؟ کیونکہ سابقہ زمانہ کے لوگ قطب ستارہ رات کو دیکھ کر مسجد کی بنیاد رکھتے تھے تو رخ مغرب کی طرف ہوتا تھا۔ ایک مسجد قدیم ویران ہوچکی ہے، جس کو دوبارہ بنایا جارہا ہے' جدید معلومات کے لوگوں نے اس کا رخ غلط بتایا اور کہا کہ قطب تارہ صرف مغرب کا رخ بتاتا ہے' کعبہ مغرب میں ہے، بلکہ اس سے کچھ ہٹ کر جنوب کی سمت میں ہے' اب کیا صورت کی جائے؟ پرانے زمانہ کی مسجد کا رخ صحیح ہے یا جدید معلومات کے مطابق مسجد کا رخ ٹھیک ہے۔ اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: سمت قبلہ کی تعیین میں قطب تارہ سے تعیین کافی ہے۔ چند درجات کا فرق قابل اعتبار نہیں۔ جہت قبلہ، غائبین کے لئے سمت قبلہ ہے۔ اس کا انسان مکلّف ہے، جہت میں تو نوے درجے ہیں۔ تعین اگر عین سمت قبلہ سے ۴۵-۴۵ درجہ سے زیادہ انحراف نہ ہو تو استعمال درست ہوگا' مزید فلسفی تدقیق میں جانے کی

ضرورت نہیں، جہت سے بالکلیہ خروج مفسد صلوٰۃ ہوگا۔ غالباً اس وقت اتنا لکھنا کافی ہوگا۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں: مالک دکان نے ایک شخص سے دکان کرایہ پر دینے کا معاہدہ کرلیا اور جو کچھ معاوضہ حق دینے کا ہوتا ہے، وہ معاوضہ بھی وصول کرلیا اور تین چار ماہ تک اصل کرایہ دکان کا بھی وصول کرتا رہا، لیکن تین چار ماہ کے بعد دکان کرایہ پر دینے سے انکار کردیا اور کہتا ہے کہ چونکہ یہ دکان کرایہ پر لینے والا (نائی) ہے اور یہ پیشہ صحیح نہیں ہے، داڑھی مونڈتا ہے، کیا اس صورت میں مستاجر شرعاً مجبور ہے کہ دکان واپس کردے؟ اور کیا مالک دکان اس پیشہ سے گناہگار ہوتا ہے اور شرعاً اجارہ کو فسخ کرنے کا حق دار ہے؟

الجواب: اگر مالک مکان و دکان باوجود اس کے علم ہونے کے یہ پیشہ کررہا ہے، شرعاً مالکِ دکان گناہگار نہیں، گناہ کا مرتکب مستاجر (کرایہ دار) ہے۔ لیکن اگر مالک نہیں دینا چاہتا ہے تو شرعاً اس کو دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، البتہ اس صورت میں جو رقم پیشگی لی جاچکی ہے، وہ واپس کرنا ہوگی۔ واللہ اعلم

کتبہ: محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

سوال: ۱:... حضور ﷺ کو عالم بیداری میں دیکھنا کیسا ہے؟ مدلل بیان کریں۔

۲:... فرض نماز کے بعد یعنی جماعت کے بعد جو عام طور پر دعا کی جاتی ہے وہ قرآن وسنت سے ثابت ہے یا نہیں؟

۳:... کسی مسلمان کو کافر کہہ دینا کیسا ہے؟

الجواب: ۱:... عالم بیداری میں حضور ﷺ کو دیکھنا ممتنع نہیں ہے، حدیث یا فقہ میں اس کی ممانعت نہیں، بلکہ ایک حدیث میں ایسا اشارہ ملتا ہے۔ اربابِ قلوب اور اہلِ تصوف کے یہاں تو یہ چیز تواتر کو پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور بعض اکابر کی زیارت بیداری میں ہوتی رہی، اگرچہ بیداری کی رؤیت مثالی رؤیت ہے، عالم شہادت کی رؤیت نہیں، ورنہ ہر شخص اس وقت دیکھتا، بلکہ خاص مثالی رؤیت ہے۔ عالم مثال کی مثال بھی خواب جیسی ہے، البتہ جو خواب میں دیکھ لے وہ رؤیا کہلائے گا اور جو بیداری میں ہوگی وہ رؤیت ہوگی۔ ہاں یہ ضرور خیال رہے کہ اس رؤیت میں ضروری نہیں کہ مرئی، جن کو دیکھا جاتا ہے اس کو علم وخبر ہو، یا اس کے تصرف و قدرت کو دخل ہو، جیسے خواب میں کسی کو دیکھتا ہے کہ جس کو دیکھتا ہے وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس شخص کے ارادے اور قدرت، بلکہ علم کو بھی دخل نہیں ہے اور چونکہ رؤیت مثالی ہوتی ہے، اس لئے ایک وقت میں متعدد اشخاص متعدد مقامات پر دیکھ سکتے ہیں۔ زیادہ تفصیل کا موقع نہیں۔

۲:... فرض نماز کی بعد دعا کا ثبوت احادیث وروایات سے ملتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا:

ای الدعاء ؟اسمع قال: الدعاء عند جوف اللیل الا خیر‘و عند دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ اور قرآن کریم میں بھی دعا کرنے کا حکم آیا ہے۔ ادعونی استجب لکم۔ لیکن قرآن میں دعا کا محل اور مواضع کا ذکر نہیں ہے‘ احادیث میں مختلف جگہوں پر دعا کا ذکر آتا ہے‘ جن میں ایک جگہ فرائض کے بعد ہے‘ جس سے ثابت ہوا کہ فرائض کے بعد دعا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن حاجب عامری سے روایت ہے کہ آپ نے فجر کی نماز کی بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی ہے۔ معجم طبرانی میں ابن عمر سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے۔ لیکن چونکہ اس میں بالمواظبۃ عمل ثابت نہیں‘ احیاناً ثابت ہے‘ اس لئے زیادہ سے زیادہ دعا مستحب ہوگی‘ جو شخص اس کو ضروری یا لازم سمجھے گا، وہ غلطی پر ہوگا اور ایسی صورت میں اس پر مداومت خلاف سنت ہوگی۔

۳:... کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔ جو شخص بدوں کسی شرعی وجہ کسی کو کافر کہے گا اور اعتقاداً اس کو کافر سمجھے گا تو کافر کہنے والے پر کفر لوٹے گا۔ خود کافر ہوگا۔ البتہ اگر بطور گالی کے کافر کا لفظ استعمال کرے گا تو اس سے گناہگار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح۔ ولی حسن

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

سوال: عورتوں کے مسجد میں جانے کے سلسلہ میں افریقہ کے ایک اخبار میں شائع ہوا ہے کہ رابطہ کانفرنس جو مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی‘ اس میں مولانا بنوری نے شرکت کی تھی اور اس میں قرارداد پاس ہوئی ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہیں روکنا چاہئے‘ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اپنی رائے سے آگاہ کریں؟

الجواب: تفصیلی جواب دارالافتاء نیوٹاؤن کی طرف سے جو لکھا گیا ہے‘ وہ بالکل صحیح ہے۔ البتہ جو کچھ میرے متعلق شائع ہوا ہے‘ بالکل غلط ہے۔ اس کی کوئی بنیاد نہیں۔ جس اجلاس میں اس موضوع پر بحث ہوئی ہے اس میں شریک نہیں تھا۔ میری رائے فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق ہے کہ جب فقہاء نے صدیوں پہلے اس فتنہ کا احساس فرما کر عدم خروج کا فتویٰ دے دیا ہے تو دورِ حاضر جو فتنوں کا دور ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ بنی اسرائیل میں فتنہ عورتوں سے پیدا ہوا ہے‘ اس امت میں بھی فتنہ عورتوں سے پیدا ہوگا۔ دینی مصالح کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اس فتنہ کا دروازہ بند رکھا جائے۔ واللہ الموفق

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی کے متبع جن کو لاہوری جماعت سے تعبیر کیا جاتا ہے‘ اس بارے میں ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ یہ جماعت کفر و ایمان کے درمیان معلق ہے‘ نہ مرزا مدعی نبوت سے برأت ظاہر کرتی ہے،

تا کہ ان کو مسلمان کہا جائے نہ صاف اقرار کرتی ہے تا کہ ان کو کافر کہا جائے۔اب اس شخص کا کیا حکم ہے جو عقیدہ مذکورہ رکھتا ہو؟

الجواب: مرزائی لاہوری بھی تمام علماء امت کے نزدیک کافر ہیں، پس باوجود اس علم کے کہ تمام علماء نے اس کی تکفیر کی ہے۔ کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

''بدقسمتی سے عالم کی زمام قیادت کافی عرصہ سے خدا ناشناس تہذیبوں اور بددین قوموں کے ہاتھ میں ہے جن کے یہاں (الا ماشاء اللہ) دین و دیانت نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اور شرم و حیا، عفت و عصمت، غیرت و حمیت کا لفظ ان کی لغت سے خارج ہے۔ ان کے نزدیک مکر و فن اور دغا و فریب کا نام ''سیاست'' ہے۔ انسانیت کشی کے وسائل و اسباب کا نام ''ترقی'' ہے۔ فواحش و منکرات کا نام ''آرٹ'' ہے۔ مرد و زن کے غیر فطری اختلاط کا نام ''روشن خیالی'' اور ''خوش اخلاقی ہے''۔ پردہ دری اور عریانی کا نام ''ثقافت'' ہے اور پسماندہ ممالک ان کی تقلید...... اندھی تقلید...... اور نقالی کو فخر سمجھتے ہیں۔ اس لئے آج سارے عالم میں فتنوں کا دور دورہ ہے۔

(بصائر و عبر، شعبان المعظم، ۱۳۸۸ھ)

......☆......☆......☆......

''عورت کی ساخت و پرداخت، اس کے عادت و اطوار اور اس کی گفتار و رفتار پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ وہ عورت (مستور) ہے۔ اسے ستر (پردہ) سے باہر لانا اس پر بدترین ظلم ہے۔''

(بصائر و عبر۔ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ)